عوامی غلط فہمیاں
اور
ان کی اصلاح

مصنف
مولانا تطہیر احمد رضوی

تصحیح ترتیب جدید
محمد رضاء الحسن قادری

دار الاسلام ۔ لاہور
0321-9425765

عوامی غلط فہمیاں

اور

اُن کی اِصلاح

مصنف

مولانا تطہیر احمد رضوی بریلوی

مدظلہ العالی

ترتیب جدید و تخریج

محمد رضاء الحسن قادری

غفر اللہ لہ

دارُ الاسلام

جامع مسجد و محلہ زوقی، اندرون بھاٹی دروازہ، لاہور-5400

فون:0321-9425765

اٹھایا تھا؟

ایک صاحب کو نماز یاد نہیں تھی اور وضو بھی ٹھیک سے کرنا نہیں جانتے تھے۔ انھیں جو مولانا صاحب ملتے وہ ان سے یہ ضرور پوچھتے تھے کہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نام کیا تھا؟ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کس نے پڑھایا تھا؟

غرض اس قسم کے غیر ضروری سوالات کرنے کا معمول بن گیا ہے۔ عوام کو چاہیے کہ ایسی باتوں میں نہ پڑیں۔ نماز، روزہ وغیرہ احکام شرع کے مسائل سیکھیں، اسلامی عقیدے معلوم کریں۔ جو بات قرآن و حدیث یا دیگر اسلامی شواہد سے معلوم ہو جائے تو زیادہ کرید، باریکی میں نہ پڑیں نہ بحث کریں۔ اگر عقل میں نہ آئے تو عقل کا قصور جانیں نہ معاذ اللہ قرآن و حدیث یا فقہا و مجتہدین کا۔ یہی اصل علم ہے۔

اپنی چھوڑ کر دوسروں کی طرف سے قربانی کرنا

بعض صاحب نصاب حضرات جن پر قربانی واجب ہوتی ہے قربانی کے وقت اپنے نام کے بجائے اپنے ماں، باپ یا بزرگان دین کا نام لے کر ان کی طرف سے قربانی کرتے ہیں حالانکہ یہ طریقہ غلط ہے۔ جس پر قربانی واجب ہے اس کو چاہیے کہ پہلے اپنی طرف سے قربانی کرے ورنہ ترک قربانی پر گنہگار ہوگا۔ پھر اگر وسعت ہے تو بزرگان دین یا اپنے ماں باپ کی طرف سے قربانی کرے۔

حضور سید عالم ﷺ کے نام کی قربانی کرنا بڑی فضیلت کی بات ہے۔ جسے توفیق ہو وہ اس سعادت عظمیٰ سے اپنے آپ کو محروم نہ رکھے۔

قوالی کا شرعی حکم

اسلامی بھائیو! آج کل بزرگان دین کے مزارات پر ان کے عرس کا نام لے کر خوب موج مستیاں ہو رہی ہیں۔ بدمعاش، بدکردار لوگ اپنی رنگ رلیوں، باجوں، تماشوں، عورتوں کی چھیڑ چھاڑ کے مزے اٹھانے کے لیے اللہ والوں کے مزاروں کو استعمال کر رہے ہیں۔ کاش! یہ لوگ موج مستیاں، میلے ٹھیلے، ناچ، مزامیر کے ساتھ قوالیاں مزارات سے الگ کرتے اور عرس کا نام نہ لیتے تو کم از کم اسلام اور اسلام کے بزرگ بدنام نہ ہوتے۔

آج کفار و مشرکین یہ کہنے لگے ہیں کہ اسلام بھی دوسرے مذاہب کی طرح ناچ، گانوں، تماشوں، باجوں اور بے پردہ عورتوں کو اسٹیجوں پر لا کر بے حیائی کا مظاہرہ کرنے والا مذہب ہے۔

افسوس! انھوں نے غلط سمجھا۔ اسلام ہرگز ہرگز ایسا دین نہیں ہے۔ اسلام کا حکم تو یہ ہے کہ ڈھول، باجے، سارنگی، مزامیر وغیرہ آلات موسیقی، تالیاں اور رقص سب حرام ہیں۔"

کچھ لوگ کہتے ہیں قوالی مع مزامیر چشتیہ سلسلے میں رائج اور جائز ہے۔ یہ بزرگان چشتیہ پر الزام و بہتان ہے، بلکہ ان بزرگوں نے بھی مزامیر کے ساتھ قوالی سننے کو حرام قرار دیا ہے۔ حضرت خواجہ محبوب الٰہی نظام الدین دہلوی اولیا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خاص خلیفہ حضرت فخر الدین زرادی رحمۃ اللہ علیہ سے مسئلہ سماع کے متعلق ایک رسالہ لکھوایا جس کا نام ہے "کَشْفُ الْقِنَاعِ عَنْ اُصُوْلِ السَّمَاعِ" اس میں صاف لکھا ہے کہ ہمارے بزرگوں کا سماع مزامیر کے بہتان سے بری ہے۔ (ان کا سماع تو یہ ہے کہ) صرف قوال کی آواز ان اشعار کے ساتھ ہو جو کمال صنعت الٰہی کی خبر دیتے ہیں۔

قطب الاقطاب حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت محمد بن مبارک علوی کرمانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "سیر الاولیاء" میں تحریر فرماتے ہیں:

حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ نے چند شرائط کے ساتھ سماع جائز فرمایا ہے:

1- سنانے والا مرد کامل ہو، چھوٹا لڑکا اور عورت نہ ہو۔ 2- سننے والا یاد خدا سے غافل نہ ہو۔
3- جو کلام پڑھا جائے فحش، بے حیائی اور مزاحیہ نہ ہو۔
4- آلہ سماع یعنی سارنگی، مزامیر و رباب سے پاک ہو۔

ان اقوال کے ہوتے ہوئے کوئی کہہ سکتا ہے کہ خاندان چشتیہ میں مزامیر کے ساتھ قوالی جائز ہے۔ ہاں! یہ بات وہی لوگ کہیں گے جو نہ چشتی ہیں، نہ قادری۔ انھیں تو مزے داریاں اور الٹے دھندے چاہئیں۔ اور اب جب کہ سارے کے سارے قوال بے نمازی اور فاسق و فاجر ہوتے ہیں یہاں تک کہ بعض شرابی تک نشے میں آتے ہیں، بے پردہ عورتیں اور مرد لڑکے بھی چل پڑے ہیں ایسے ماحول میں ان قوالیوں کو صرف وہی جائز کہے گا جس کو اسلام و قرآن اور دین و ایمان سے کوئی محبت نہیں۔ بے حیائی اس کے رگ و پے میں سرایت کر گئی ہے اور قرآن و حدیث کے فرامین کی اسے کوئی پروا نہیں ہے۔ کیا اس کو نام اسلام پسندی ہے کہ مسلمان عورتوں کو لاکھوں کے مجمع میں لا کر ان سے رقص کرایا جائے، پھر ان تماشوں کا نام "عرس" رکھا جائے۔ یہ صرف اور صرف کافروں کے سامنے مسلمانوں اور مذہب اسلام کو ذلیل و بدنام کرنے کی سازش ہے؟

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ قوالی اہل کے لیے جائز اور نااہل کے لیے ناجائز ہے۔ ایسا کہنے والوں سے

ہم پوچھتے ہیں کہ آج کل قوالیوں کے سینکڑوں، ہزاروں کے مجمع میں سب کے سب اہل اللہ اور اصحاب استغراق ہیں جنھیں دنیا اور متاعِ دنیا کا قطعاً ہوش نہیں؟ جنھیں یادِ خدا اور ذکرِ الٰہی سے ایک لمحے کی بھی فرصت نہیں؟ محلے کی غنڈوں اور گلیوں میں نمازوں کو گنوا دینے والے، رات دن گپّی قصوں، گندے گانوں میں مست رہنے والے، ماں باپ کی نافرمانی کرنے اور ان کو ستانے والے، چور، چغل خور، جھوٹے فریبی، مکروہ کار وغیرہ؛ کیا یہ سب کے سب تھوڑی دیر کے لیے قوالیوں کی مجلس میں شریک ہو کر اہل اللہ والے ہو جاتے ہیں یا ہر صاحب نے اہل کا بہانہ تلاش کر کے اپنی موج مستیوں کا سامان کر رکھا ہے؟ کہ دین بھی ہاتھ سے نہ جائے اور دنیا کی موج مستیوں میں بھی کوئی کمی نہ آئے۔

ہماری اس تحریر کو پڑھ کر ہمارے اسلامی بھائی برا نہ مانیں بلکہ ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچیں۔ اپنی اور اپنے بھائیوں کی اصلاح کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنے رسول پیارے مصطفیٰ ﷺ کے صدقے ہمیں عمل کی توفیق بخشے۔ اٰمین بِحَقِّ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی وَسَلَّمَ وَبَارَکَ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔

توجہ فرمائیں!

"عوامی غلط فہمیاں اور ان کی اصلاح" کے مصنف چوں کہ انڈیا سے تعلق رکھتے ہیں اس لیے انھوں نے اپنا اندازِ تحریر بھی وہاں کے موافق رکھا ہے جو کسی حد تک پاکستان کے طرز سے مختلف معلوم ہوتا ہے۔ لہٰذا اس نئے ایڈیشن میں چند تغیرات واقع ہوئے ہیں جن سے آگاہی ضروری ہے:

1- وہ بعض الفاظ جو پاکستان میں بولے یا سمجھے نہیں جاتے انھیں اکثر جگہ بدل دیا گیا ہے۔

2- کئی مقامات پر جملوں کا تکرار یا موضوع سے ہٹ کر کوئی بحث آئی تو ان تمام غیر ضروری (کم ضروری) عبارتوں کو حذف کر دیا گیا۔

لاؤڈ اسپیکر کے مسئلے کی مکمل بحث ادارہ کی طرف سے ہے۔ موقف تقریباً مصنف والا ہے صرف اسلوب میں تبدیلی آگئی ہے۔

ریکارڈ کے لیے کتاب ہذا کی سابقہ تاریخِ طباعت نوٹ کر لیں۔

اوّل: 1422ھ/2001ء دہلی شریف۔ دوم: 1425ھ/2004ء ادارۂ معارفِ نعمانیہ لاہور